REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA AT. No. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم　　وعلی عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۶　　شمارہ ۷

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائبین:- جاوید اقبال اختر، محمد انعام غوری

شرح چندہ:-
سالانہ:- ۱۵ روپے
ششماہی:- ۸ روپے
ممالک غیر:- ۳۰ روپے
فی پرچہ:- ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN PIN. 143516.

۲۷ صفر ۱۳۹۷ ہجری　　۱۷ تبلیغ ۱۳۵۶ ہش　　۱۷ فروری ۱۹۷۷ ع

خصوصی مقالہ

افسوس صدر جمہوریہ ہند شری فخر الدین علی احمد وفات پا گئے!

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ٥

قادیان ۱۲ فروری۔ آل انڈیا ریڈیو کی یہ خبر نہایت درجہ افسوس اور رنج کے ساتھ سُنی گئی کہ صدر جمہوریہ ہند شری فخر الدین علی احمد صاحب، دل کا شدید دورہ پڑنے سے کل مؤرخہ ۱۱ فروری صبح ۷۲ سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کی وفات بہت بڑا قومی نقصان ہے۔ آپ ایک عظیم بھارتی لیڈر۔ شریف مسلمان۔ قابل منتظم اور ملک کے محنتی خدمت گذار تھے۔ اپنے فرائض منصبی کو پوری خوش اسلوبی اور دلی لگن اور دیانتداری سے ادا کرنے والے حلیم انسان تھے۔ ملک کو آزاد کرانے اور حصولِ آزادی کے بعد ملک کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیا۔ اور ملک کی انتظامیہ کے بہت بڑے اور قابل صد احترام عہدہ پر فائز ہو کر ملک و ملت کے لئے قابلِ قدر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ شری فخر الدین علی احمد دوسرے صدر جمہوریہ ہیں جنہیں اپنی قومی ڈیوٹی ادا کرتے ہوئے خدا تعالےٰ کی طرف سے آخری بُلاوا آیا۔ ان سے پہلے جناب ڈاکٹر ذاکر حسین بھی اپنے عہدہ کی میعاد پوری کرنے سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے۔ صدر جمہوریہ کی وفات کسی بھی ملک کے لئے کوئی معمولی واقعہ نہیں ہوتا۔ خاص طور پر پُرانی وضع کے ایماندار سیاستدان دن بدن کم ہوتے جا رہے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے اُٹھ جانے سے ملک کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔ اور تمام ملک واسیوں کو ایک قسم کا قُدرتی چیلنج ہوتا ہے۔ کہ اب ملک کی تعمیر و ترقی کی تمامتر ذمہ داری اُن پر آن پڑی ہے۔ وہ دیکھیں کہ اس ذمہ داری کو کس طرح احسن طور پر پورا کر سکتے ہیں ——!

———　٭　———　٭　———

صدرِ مرحوم نے ۲۴ اگست ۱۹۷۴ء میں ملک کے آئینی سربراہ کے طور پر راشٹر پتی کا عہدہ سنبھالا تھا۔ اس سے قبل جون ۱۹۷۰ء سے جولائی ۱۹۷۴ء تک آپ مرکزی کیبنٹ میں وزیر زراعت و آبپاشی تھے۔ آپ کے والد محترم کا نام کرنل زیڈ اے احمد تھا۔ آپ کی مستقل سکونت آسام میں تھی۔ آپ ۱۳ مئی ۱۹۰۵ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۱ء میں پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک پاس کیا۔ اور کیمبرج یونیورسٹی لندن سے تاریخ کے مضمون میں ڈگری حاصل کی۔ قانون کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے ۱۹۲۸ء میں انر ٹیمپل لنڈن میں وکالت شروع کی۔ ملک واپسی پر غیر منقسم پنجاب کی ہائی کورٹ میں وکالت شروع کی۔ اور ۱۹۲۸ء میں اپنے والد محترم کے ساتھ ہی آسام چلے گئے۔ ۱۹۳۱ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے ابتدائی رکن بنے۔ ۱۹۳۸-۳۹ء میں بطور وزیر مال و خزانہ کام کیا۔ ۱۹۴۰ء میں گاندھی جی کی زیر قیادت ستیہ گرہ میں شامل ہو گئے۔ آزادیٔ ملک کی خاطر آپ کو دو بار جیل بھی جانا پڑا۔ آزادی کے بعد آپ آسام میں مختلف مناصب پر فائز رہے۔ اور ہر خدمت کو بحسن و خوبی سرانجام دیا۔ ۲۹ جنوری ۱۹۶۶ء کو آپ کو مرکزی وزارت میں بطور وزیر آبپاشی و بجلی، کام کرنے کا موقعہ ملا۔ ۱۴ نومبر ۱۹۶۶ء کو آپ وزیر تعلیم بنے۔

آپ ایک اعلیٰ پایہ کے کھلاڑی بھی تھے۔ آپ آسام فٹ بال ایسوسی ایشن اور آسام کرکٹ ایسوسی ایشن کے کئی سال صدر بھی رہے۔ اسی طرح آسام سپورٹس کونسل کے بھی وائس چیئرمین تھے۔

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے آپ کی وفات پر گہرے دُکھ کا اظہار کرتے ہوئے اپنی خصوصی تقریر میں کہا کہ ہمارا ملک ایک دانا مشیر۔ عظیم چال چلن والے۔ اچھے خدمتگار اور فرض شناس انسان سے محروم ہو گیا ہے۔ کھیلوں کے فروغ کے لئے آپ نے بہت کام کیا ہے۔ آپ تمام معاملوں میں صاف گوئی کو اوّلیت دیتے تھے۔

مقامی طور پر قادیان میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی جماعت احمدیہ قادیان نے خطبہ جمعہ کے بعد راشٹر پتی کی دہلی میں اچانک وفات پر اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے بیان کیا کہ آپ کی وفات ایک قومی صدمہ ہے۔ اس صدمہ میں ہم احمدی تمام قوم کے ساتھ برابر کے شریک ہیں مرحوم نے اپنے زمانہ میں ملک کی جس رنگ میں اعلیٰ خدمت کی وہ قابلِ ستائش ہے۔ ہماری دُعا ہے کہ اُن کی جگہ آئندہ کے لئے کام کرنے والوں کو بھی اسی طرح ملک کی تعمیر و ترقی میں بھرپور حصہ ڈالنے کی اور اُسے دُنیا میں سربلند کرنے کی توفیق ملتی رہے۔

اپنی تعزیتی بیان میں محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا، ملک کی پارلیمنٹ کے انتخابات عنقریب ہونے والے ہیں۔ ہمیں ہمیشہ دُعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اس انتخاب میں ایسے نمائندے منتخب ہوں جو ملک کو مضبوط بنانے اور اس کی تعمیر و ترقی میں کوشش کرنے والے ہوں۔ اُن کے ذریعہ ملک میں امن کو فروغ ملے۔ آپ نے واضح کیا کہ ہم مذہبی اور رُوحانی جماعت کے افراد ہیں جو دُنیا میں سب کا بھلا چاہتے ہیں۔ ہماری دلی خواہش رہتی ہے کہ نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ ساری دُنیا میں ہمیشہ ہی امن و سلامتی کا ماحول رہے تا دُنیا والے اسلام و احمدیت کی رُوحانی باتوں کے سُننے اور اُن پر عمل کرنے کا موقع پائیں۔

مرحوم صدر جمہوریہ ہند شری فخر الدین علی احمد اپنے پیچھے اپنی بیوہ بیگم عابدہ اور دو فرزند اور دو لڑکیاں چھوڑ گئے ہیں۔ بڑے فرزند ڈاکٹر پرویز علی احمد امریکہ میں ڈاکٹر ہیں جبکہ دوسرے شری بدر الدین احمد ٹرینیٹی کالج لنڈن میں زیرِ تعلیم ہیں۔ مرحوم صدر محترم کی وفات پر ہم آپ کے جملہ پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی رُوح کو شانتی بخشے اور پسماندگان کو اپنے بزرگ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے ✦ عزّ تمآب صدر مرحوم کی وفات پر قادیان سے جماعت احمدیہ کی طرف سے آنریبل قائمقام صدر محترم۔ محترمہ وزیر اعظم ہندوستان اور صدر مرحوم کی بیگم صاحبہ کو تعزیتی ٹیلیگرام اور خطوط ارسال کئے گئے۔ نیز اس صدمہ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے جملہ ادارہ جات و مدارس بند رکھے گئے ✦

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر محلہ احمدیہ قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان :۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۷ تبلیغ ۱۳۵۶ ہش

"مُصلح مَوعُود"
خُدا تعالےٰ کی قُدرت اور رحمت اور قُربت کا نشان

قرآن و حدیث کا واضح بیان ہے کہ آخری زمانہ میں جب امام مہدی و مسیح موعود مبعوث ہوں گے۔ تو ان کے ذریعہ دینِ اسلام کو عالمگیر رُوحانی غلبہ حاصل ہوگا۔ چنانچہ وقت پر پُورے ہونے والے صدہا واضح قرائن اور بیّن علامات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اسلام کے عالمگیر رُوحانی غلبہ کا یہی زمانہ ہے۔ جس میں سے ہم لوگ اس وقت گذر رہے ہیں۔ اور ہر چشم بینا اس بات کو بخوبی مشاہدہ کر سکتی ہے۔ کہ امام مہدی اور آپ کی برگزیدہ جماعت کے ذریعہ اسلام کے عالمگیر رُوحانی غلبہ کے آثار شروع ہو گئے ہیں۔ اور دنیا میں وہ رُوحانی انقلاب آنا شروع ہو گیا ہے۔ جس کی خبر آثار میں دی گئی تھی۔

پاک محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خبر کے مطابق جب چودھویں صدی ہجری کے شروع میں امام مہدی اور مسیح موعود ظاہر ہو گئے اور آپ نے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا کام شروع کر دیا تو آپ کے دِل میں ایک طبعی خواہش اس امر کی پیدا ہوئی کہ وہ زبردست رُوحانی انقلاب جس کی آپؑ کے مقدس آقا و مطاع نے امام مہدی کے ذریعہ دی تھی، اس کے لئے اللہ تعالےٰ اپنی خاص قُدرت کے ساتھ ایک ایسا نشان اُنہیں عطا فرمائے جس کی برکت سے اس عالمگیر روحانی انقلاب میں غیر معمولی مدد ملے۔ چنانچہ آپؑ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے اشارہ ملا کہ آپ اس کے لئے کسی علیحدہ مقام میں چالیس دن خصوصی دُعائیں کریں۔ اسی کے ماتحت آپ ۱۸۸۶ء کے شروع میں بمقام ہوشیارپور مع اپنے ایک خادم شیخ حامد علی صاحبؓ کے تشریف لے گئے۔ اسی جگہ ایک بالاخانہ کے کمرے میں آپ نے چالیس روز تک لگاتار اس عظیم مقصد کے لئے متضرعانہ دُعائیں کیں۔ اِن درد بھری دُعاؤں ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ کو بذریعہ الہام عظیم الشّان بشارتوں سے نوازا گیا آپؑ نے ان الہامی بشارتوں کو ہوشیارپور ہی سے بتاریخ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء قلمبند فرما کر اخبار ریاضِ ہند امرتسر میں بطور ضمیمہ بتاریخ یکم مارچ ۱۸۸۶ء شائع کرا دیا۔ چونکہ یہ بشارتیں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو لکھی گئیں اور بعد میں اخبار میں شائع ہوئیں۔ اس لئے جماعت کے لٹریچر میں انہیں اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے حوالہ سے ہی ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ بشارتیں جیسا کہ اسی اشتہار میں حضور علیہ السلام نے خود وضاحت فرمائی ہے۔ خود حضور علیہ السلام کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ان میں اُن تفضلات و انعاماتِ الٰہیہ کا ذکر ہے جو حضورؑ کو دیئے گئے۔

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پہلے نمبر پر ایک ایسی عظیم الشّان بشارت کا ذکر ہے جس کی الہامی عبارت اسی پرچہ کے صفحہ ۳ پر حرف بحرف درج کر دی گئی ہے۔ اس الہامی عبارت میں بطور پیشگوئی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ہاں ایک فرزند صالح کے تولد کی خبر دی گئی ہے جو بہ صفاتِ مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا۔ اس اشتہار کو پڑھ کر بعض لوگوں نے پیدا ہونیوالے فرزند کے بارہ میں کچھ شبہات کا اظہار کیا۔ اور بعض اعتراض کئے جن پر حضورؑ نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتہار بعنوان "اشتہار واجب الاظہار" شائع کیا جس میں نہایت واضح الفاظ میں تحریر فرمایا کہ :-

"ہم عام اشتہار دیتے ہیں کہ ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰-۲۲ سال سے زیادہ ہے، پیدا نہیں ہوا۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدۂ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔"

اسی اشتہار میں آگے چل کر حضورؑ نے تحریر فرمایا :-

"ماسوا اس کے ایک نادان بھی سمجھ سکتا ہے کہ مفہوم پیشگوئی کا اگر بنظر یکجائی دیکھا جاوے تو ایسا بشری طاقتوں سے بالا تر ہے جس کے نشانِ الٰہی ہونے میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا اور اگر شک ہو تو ایسی قسم کی پیشگوئی جو ایسے ہی نشان پر مشتمل ہو، پیش کرے۔"

اس کے معاً بعد فرمایا :-

"اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں، بلکہ ایک عظیم الشّان نشانِ آسمانی ہے۔ جس کو خدائے کریم جلشانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلےٰ و اَولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے کیونکہ مُردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جنابِ الٰہی میں دُعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاتا ہے .... مگر اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دُعا کو قبول کر کے ایسی روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاءِ موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے مُردہ کی بھی رُوح ہی دُعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دُعا سے ایک رُوح ہی منگائی گئی ہے۔ مگر اُن رُوحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔ جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مُرتد ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے بلکہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا کیوں ہُوا۔"

(اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء بحوالہ تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۷۲ تا صفحہ ۷۴)

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے آخر میں وہ الہامی عبارت بھی درج ہے جس میں بطور تحدی اور چیلنج مخالفین اور منکرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ :-

"اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو گے تو اُس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔"

ان پیشگوئیوں اور خدا تعالےٰ کی طرف سے اپنے برگزیدہ کو دی گئی عظیم الشّان بشارتوں پر آج پُورے نوّے سال گذر رہے ہیں۔ اس نوّے سالہ مدت نے دُنیا میں برپا ہونے والے اُس عظیم رُوحانی انقلاب کے واضح آثار بھی دیکھ لئے اور ان پیش خبریوں کو حرف بحرف پُورا ہوتے بھی بچشمِ خود مشاہدہ کر لیا۔

جیسا کہ آپ نے ابھی اوپر مطالعہ کیا۔ مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ۱۸۸۶ء میں ہی پسر موعود کے پیدا ہونے کی میعاد حسبِ اعلامِ الٰہی نَو سال بتائی۔ چنانچہ ابھی مقررہ میعاد پر تین سال ہی گذرے تھے کہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو وہ فرزندِ ارجمند عطا فرما دیا۔ اور آپؑ نے اُسی روز ایک اشتہار کے ذریعہ اس کی پیدائش کی خبر بھی باین الفاظ شائع کر دی :-

"خدائے عزّ و جلّ نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے۔ اپنے لُطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اوّل کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے۔ اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ .... مجھے خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا ؎

اے فخرِ رُسل قُرب تو معلومم شُد ۔ دیر آمدہ ز راہِ دُور آمدہ

پس اگر حضرت باری جل شانہٗ کے ارادہ میں دیر سے مراد اسی قدر دیر ہے جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاؤل بشیر الدین محمود رکھا گیا ہے ظہور میں آئی تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا مَوعُود لڑکا ہو۔"

(اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء۔ بحوالہ تبلیغ رسالت جلد ۱ صفحہ ۱۲۸ و صفحہ ۱۲۹ حاشیہ)

اس کے بعد کیا ہُوا، مُسلّمہ حقیقت کے طور پر جملہ واقعات سب کے سامنے ہیں۔ یہ فرزندِ دلبند جلد جلد بڑھا۔ نہ صرف اپنی ظاہری نشو و نما کے رنگ میں بلکہ ذہنی اور رُوحانی استعدادوں میں بھی۔ اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہر آن رہا۔ اسی سایۂ خداوندی میں علم رُوحانی کو جلد جلد حاصل کرتا چلا گیا۔ اگرچہ دُنیوی اور متداول علوم میں اس کے ماہرین کی رائے کے مطابق کوئی خاص سند حاصل نہ کی لیکن علمِ لدُنّی سے وہ سب کچھ پایا جس کی زمانہ کو ضرورت تھی اس طرح فی الواقع حُسن و احسان میں اپنے باپ امام مہدی علیہ السلام کا نظیر بنا۔ ابھی نوعمری ہی کا عالم تھا کہ رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کر کے اس میں بلند پایہ مضامین لکھ کر ایسے افراد سے بھی خراجِ تحسین وصول کر لیا جو بعد میں آپؓ کے شدید مخالف بن گئے

اس کے بعد وہ وقت بھی آیا جب کہ حسبِ اعلامِ الٰہی یہی پسر موعود، مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا دوسرا جانشین اور خلیفہ بنا۔ (آگے صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمایئے)

پیشگوئی دربارہ مصلح موعودؓ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کیلئے

ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی!

مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے نوے سال قبل بتاریخ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء بالہامِ الٰہی ایسی عظیم الشان بشارتوں کو بطور پیشگوئی دنیا کے سامنے پیش کیا جن کے پورا ہونے سے آپ کے آقا و مطاعِ پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔ انھیں بشارات میں سے ایک عظیم الشان بشارت آپ کو ایک ایسے فرزندِ ارجمند عطا کئے جانے کے بارہ میں تھی جسے الہامِ الٰہی میں مصلح موعود کہا گیا اور جو صفاتِ خاصہ سے متصف ہو کر آپ کا جانشین بننے والا اور اکنافِ عالم میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کر کے ساری دنیا میں شہرت پانے والا تھا۔ اس عظیم الشان بشارت کی الہامی عبارت کا متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس پرچہ میں اس پیشگوئی کے بعض پہلوؤں کو مختصر مضامین میں واضح کیا گیا ہے۔

ایڈیٹر بدر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدائے رحیم و کریم نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُهٗ وَعَزَّ اِسْمُهٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت اور نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنمواایل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(از اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء صفحہ ۳)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۴ ر تبلیغ (فروری) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

— حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی۔ محترمہ صاحبزادی امۃ السلام بیگم صاحبہ اور محترم نواب مسعود احمد خان صاحب بدستور صاحبِ فراش ہیں احباب ان کی صحتِ کاملہ اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں فرمائیں۔

قادیان ۱۵ ر تبلیغ (فروری) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی معہ اہل و عیال و جملہ درویشانِ قادیان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

الحمد للہ

ولادت باسعادت

قادیان ۱۹ ر فروری آج ربوہ سے بذریعہ ٹیلیگرام یہ پُر مسرت اطلاع موصول ہوئی کہ صاحبزادی امۃ التسلیم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ بنت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور محترم مکرم منصور احمد خان صاحب ابن نواب زادہ مسعود احمد خان صاحب کے ہاں بیٹی بچی تولد ہوئی۔ نومولودہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان کی نواسی اور نواب زادہ مسعود احمد خان صاحب کی پوتی اور حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی پڑپوتی ہے۔

محترم مکرم منصور احمد خان صاحب واقفِ زندگی ہیں اور اس وقت فرانکفورٹ (جرمنی) میں بطور مبلغ اسلام اعلائے کلمۃ اللہ کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ ادارہ بدر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی (حرم محترم ایدہ اللہ تعالیٰ) سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی، محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد و محترمہ بیگم صاحبہ مرزا وسیم احمد صاحب اور نواب زادہ مسعود احمد خان صاحب اور بیگم صاحبہ کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو لمبی صالح بااقبال زندگی دے اور جملہ خاندانوں اور ساری جماعت کے لئے قرۃ العین بنائے اور اس کے والدین کو بھی خوشی اور مسرت کی لمبی گھڑیاں عطا فرمائے آمین

خطبہ جمعہ

جلسہ سالانہ کے موقع پر ہم نے اللہ تعالیٰ کے جلالی جلوے بھی دیکھے اور حسن و احسان کے جلووں سے بھی بہرہ ور ہوئے

اس سال گو بعض روکیں بھی تھیں لیکن ان روکوں کے باوجود جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد گزشتہ سال کی نسبت زیادہ تھی

اہل ربوہ نے مہمانوں کو اپنے گھروں میں ٹھہرا کر اور مہمانوں نے تکلیف اٹھا کر ایسا عظیم کردار دکھایا ہے جس کی اور کہیں نظیر نہیں مل سکتی

جس حد تک ہمارے ملک کی انتظامیہ سے سہولتیں ہم پہنچی ہیں اس حد تک ہم ان کے ممنون اور شکر گزار ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزا دے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۷ر فتح ۱۳۵۵ ہش مطابق ۱۷ر دسمبر ۱۹۷۶ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

"اس عالمین میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے جو جلوے ظاہر ہوتے ہیں وہ ایک پہلو سے اللہ تعالیٰ کے جلال کو' اس کی عظمت اور کبریائی کو ثابت کرتے ہیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے جمال کو' اس کے حسن کو اس کے احسان کو اور اس کے پیار کو ظاہر کرنے والے ہوتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہمیں نوازا ہے اور ہمیں یہ توفیق دی ہے کہ ہم اس کی معرفت میں ترقی کرنے کے لئے اس کی صفات کے جلووں کا مشاہدہ کریں اور اس سے اثر قبول کریں' وہ اثر جو کہ ایک مومن بندہ کو قبول کرنا چاہیئے یہ جو ہمارا جلسہ ابھی گزرا ہے اس موقع پر ہم نے یعنی جماعت احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے جلالی جلوے

عظمت اور کبریائی کے جلوے

بھی دیکھے اور اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کے جلوے بھی ہماری قسمت میں مقدر ہوئے۔

اس دفعہ بعض روکیں بھی تھیں مثلاً جلسہ کی تاریخیں بدلنی پڑیں اور ہمارے ہزاروں بچے اس وجہ سے اپنے جلسہ میں شریک نہیں ہو سکے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فضل فرمایا کہ وہ جو طالب علم نہیں تھے ان کے دل میں یہ ڈالا گیا کہ وہ نہ آسکنے والوں کی نسبت زیادہ تعداد میں یہاں پہنچیں اور اپنے جلسہ میں شامل ہوں۔ اس کے علاوہ اور بھی روکیں ہونے کے باوجود پچھلے سال کی نسبت اس سال جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد زیادہ تھی بعض دفعہ میں حیران ہوتا تھا کہ کیسے اور کہاں سے آگئے۔ احساس یہ ہوتا تھا کہ شاید آسمان سے ٹپکے ہوں اور آسمان سے ہی آئے کیونکہ جو توفیق خدائے واحد و یگانہ سے ملتی ہے وہ بلندیوں ہی سے ملتی ہے اور بلندی کی طرف لے جانے والی ہی وہ توفیق ہوتی ہے۔

مہمانوں کو ٹھہرانے میں کچھ پریشانی کا سامنا تھا۔ اس کثرت سے مہمان آئے کہ میں نے سنا ہے کہ بعض نا سمجھ لوگوں نے اس شبہ کے ماتحت کہ شاید تعلیمی اداروں میں مہمانوں کو ٹھہرایا گیا ہو خاموشی کے ساتھ وہاں جا کر کمرے کمرے کی چھان بین بھی کی کہ کہیں یہاں تو مہمان نہیں ٹھہرائے گئے۔ وہاں جیسا کہ پرانا دستور تھا مہمان نہیں ٹھہرائے گئے لیکن میں نے جلسہ سالانہ سے قبل اہل ربوہ سے کہا تھا یہ دقتیں ہیں اس لئے جلسہ پر آنے والے بھائیوں کو تم اپنے سینے سے لگاؤ اور میں خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ربوہ کو یہ توفیق عطا کی کہ آنے والے مہمانوں کو انہوں نے اپنے سینوں سے لگایا اور اپنے گھروں میں ان کو جگہ دی اور بہتوں نے خلاف دستور لنگر سے کھانا بھی نہیں منگوایا بلکہ اپنے گھروں میں پکوا کر ان کو کھانا بھی دیا مجھے معلوم ہوا جلسہ کے ایام میں مستورات اپنی قیامگاہوں پر آتی تھیں تو چونکہ عمارتیں تو نہیں تھیں کچھ شامیانے تھے اور کچھ خیمے تھے اس قسم کے انتظامات تھے وہاں آکر وہ اپنا سامان رکھتی تھیں۔ پھر کہتی تھیں ہم مکانوں کی تلاش میں نکلتے ہیں اب اگر دس عورتیں تلاش کے لئے جاتی ہیں تو دو تین واپس آجاتی تھیں۔ باقیوں کو مکانوں میں جگہ مل جاتی تھی۔ ان کی جو واقف دوست شناسا تھیں وہ کہتی تھیں ٹھیک ہے ہمارے پاس آجاؤ۔

غرض ایک طرف ایسا عظیم کردار اہل ربوہ نے دکھایا ہے کہ اس کرۂ ارض پر اس کی مثال کہیں اور نہیں مل سکتی اور دوسری طرف جو جلسہ سالانہ پر آئے۔

اللہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے

اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اور غلبہ اسلام کے جو جلوے دنیا میں ظاہر ہو رہے ان کا علم حاصل کرنے کے لئے یہاں آئے انہوں نے بھی یہ عہد کر لیا تھا کہ کوئی دنیوی اور جسمانی تکلیف ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنے گی جہاں گزشتہ سالوں میں دس افراد ایک چھوٹے سے کمرے میں رہے۔ وہاں ۱۲-۱۵ آدمی ٹھہر گئے جسمانی طور پر اور زیادہ سکڑ گئے تاکہ اور زیادہ وسعت پیدا ہو ان کے ماحول میں روحانی طور پر اللہ تعالیٰ کے پیار کو وہ پہلے سے زیادہ حاصل کرنے والے ہوں پس آنے والوں نے بھی ایک نمونہ دکھایا جو کہیں اور نظر نہیں آتا اور ان کی میزبانی کرنے والوں یعنی اہل ربوہ نے بھی ایک ایسا نمونہ دکھایا کہ جس کی مثال ہمیں اور کہیں نظر نہیں آتی میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دو کو احسن جزا دے اور یہ توفیق دے کہ اللہ تعالیٰ کے اس رحمت کے جلوے دیکھنے کے بعد پہلے سے زیادہ اس کی حمد کے ترانے گانے والے ہوں۔

اگرچہ ہمیشہ ہی جلسہ سالانہ پر فضاء پُرسکون رہتی ہے لیکن اس دفعہ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ وہیں نہیں رہنے گی یعنی کہ ہماری احمدیت کی فضا ہوتی ہے جس میں کوئی جھگڑا نہیں ہوتا ہیں۔ تو کوئی شور نہیں ہوتا کوئی بے ترتیبی نہیں ہوتی ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لئے چھوٹی چھوٹی باتوں پر کوئی

لڑائی جھگڑا نہیں

ہوتا۔ لیکن خدا کا شکر ہے نہایت پیار اور سکون کے ساتھ یہ دن گذر گئے اور ہمیں پتہ بھی نہیں لگا کہ کب جلسہ آیا اور کب ختم ہو گیا۔ کیا خوشیوں سے

ہماری روح معمور تھی

اور کب جانے والوں کے جانے کے نتیجہ میں اداسی ہم پر چھا گئی۔ لیکن یہ اداسی ایک بالکل باریک پردہ ہے جس کے ورے بھی اور جس کے پرے بھی خداتعالیٰ کے حسن اور نور اور احسان کے جلوے ہمیں نظر آتے ہیں خداتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرا شکر ادا کیا کرو اور میری حمد سے اپنے نفوس کو اور اپنے ماحول کو معمور رکھا کرو اس لئے جماعت احمدیہ کا ان عظیم الٰہی جلووں کو دیکھنے کے بعد ضروری کیا فرض ہے جو ان پر عائد ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد پہلے سے زیادہ کرنے والے ہوں خداتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ کہ اگر تم میرا شکر اور میری حمد کرو گے تو میں اپنی نعمتوں کا تمہیں پہلے سے زیادہ وارث بناؤں گا۔ پس ہم خدا کی حمد کرتے ہیں اس لئے نہیں کہ ہماری حمد کی اسے احتیاج ہے بلکہ اس لئے کہ اس کی حمد کی ہمیں احتیاج ہے تاکہ وہ پہلے سے زیادہ ہمیں پیار کرے۔ پہلے سے زیادہ اپنی قرب کی ہمیں راہیں دکھائے۔ دنیا میں پہلے سے زیادہ وہ انقلابات آئیں کہ جو ہمارے

دلوں کو خوش کرنے والے

اور ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والے ہوں۔ دنیا میں اسلام پہلے سے زیادہ پھیلے انسان پہلے سے زیادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوں اور ہمیں پہلے سے زیادہ خداتعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دینے کی توفیق ملے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے بندوں کا بھی شکر ادا کیا کرو اور بندوں کا شکر ادا کرنا میرا شکر ادا کرنا ہے اس لئے جس حد تک ہمارے ملک کی انتظامیہ نے ہمارے لئے سہولتیں بہم پہنچائیں اس حد تک ہم ان کے بے حد ممنون ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزا دے اور اللہ تعالیٰ انہیں بھی توفیق دے کہ وہ بھی خداتعالیٰ کی عظمت و جلال اور حسن و احسان کے جلوے دیکھنے والے ہوں۔

جلسہ سے پہلے بھی مجھے فلو اور Diarrhoea کی بیماری ہو گئی تھی جلسہ کے بعد اس قسم کا فلو تو نہیں ہوا لیکن گلے کی خراش بڑھ گئی اور اس سے تکلیف ہے بھی اور نہیں بھی تکلیف ہے اس لئے کہ سانس کی نالی میں تکلیف ہے اور نہیں اس لئے کہ جو ان دنوں میں پایا وہ اتنا عظیم ہے کہ ان

چھوٹی چھوٹی باتوں کا احساس

بھی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن کام کرتے ہوئے تکلیف کا احساس طبعاً ہوتا ہے مثلاً گلے کی جو تکلیف ہے بولتے ہوئے بعض دفعہ بیماری تکلیف دیتی ہے بعض دفعہ Irritation بڑھ جاتی ہے تو لمبی کھانسی اُٹھنا شروع ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو بھی ہر قسم کی تکالیف سے محفوظ رکھے اور مجھے بھی صحت کے ساتھ رکھے اور اسلام کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ازدواجی زندگی میں تنازعات کے متعلق نہایت اہم اور ضروری ہدایات

فرمودہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بعض ایسے مقدمات پیش کئے گئے جن میں میاں بیوی کی طرف سے چھوٹی چھوٹی باتوں کو وجہ نزاع بنا لیا گیا تھا اور طلاق اور خلع تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نہایت افسوسناک اور ناپسندیدہ طریق کی روک تھام کے لئے ۲۱ جون ۱۹۴۶ء کو ایک مفصل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں احباب جماعت اور قاضیان سلسلہ دونوں کو بہت پر حکمت ہدایات دیں اور انہیں زوجین کے جھگڑوں کو سنجیدگی سے سلجھانے کی تلقین کی چنانچہ حضور نے فرمایا:

"چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے تعلقات کو خراب کرنا عقلمندی کا کام نہیں ہوتا۔ میرے نزدیک اگر بیوی میں کوئی غلطی ہے تو اس کی اخلاقی اصلاح ہونی چاہئے لیکن اسے چھوڑ دینے پر آمادہ نہیں ہونا چاہئے۔ ہیڈ ماسٹر لڑکوں کو کیا سبق دیتا ہے کیا جو لڑکے سبق نہیں یاد کرتے انہیں سکول سے نکال دیتا ہے؟ اسی طرح انسانوں میں غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ کوتاہیاں بھی ہوتی ہیں، کمزوریاں بھی ہوتی ہیں لیکن مومن کا کام ہے کہ ان کو دور کرنے کی کوشش کرے اور وہ جنس جسے اللہ تعالیٰ نے مقدس بنایا ہے اسے بازار میں بکنے والی جنس نہ بنائے پس میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اسے ایسے جھگڑے نہایت سنجیدگی سے سلجھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور میں قاضیوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ انہیں ایسے معاملات میں نہایت احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ میں قاضیوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ ایسے معاملات میں وہ کسی فریق کے وکیل کو قریب بھی نہ آنے دیں اور وہ بجائے قاضی کے باپ بننے کی کوشش کریں اور لڑکے کو اپنا بیٹا سمجھیں اور لڑکی کو اپنی بیٹی سمجھیں۔ جس طرح باپ اپنے بچوں کو سمجھاتا ہے اسی رنگ میں ان کو سمجھائیں اور شریعت کے مسائل انہیں بتائیں اور انہیں طلاق اور خلع کے نقصانات بتائیں کہ اس کے عام ہونے سے قوم کے اخلاق گر جاتے ہیں جن کی اولاد موجود ہو گی جب وہ بڑے ہوں گے تو ان پر کیا اثر پڑے گا۔ کہ ہمارے ماں باپ نے معمولی باتوں پر جدائی اختیار کر لی تھی۔ اور وہ اپنے ماں باپ سے کون نیک نمونہ حاصل کریں اور ایسی اولاد کتنی ترقی حاصل کرتی ہے پس یہ چیزیں اخلاق کو سنوارنے والی نہیں بلکہ اخلاق کو بگاڑنے والی ہیں جماعت کو ان کی اہمیت سمجھنا چاہئے کیونکہ میرے نزدیک یہ امور اہم امور سے بھی بالا چیزیں ہیں جب بھی قاضی کے پاس کوئی ایسا معاملہ پیش ہو اس کا دل کانپ جانا چاہئے کہ کہیں میں کوئی ایسا فیصلہ نہ کر دوں جو خداتعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو اور اسے معاملہ کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے فیصلہ کرنا چاہئے اور یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جب کوئی ایسا جھگڑا ہو جائے تو نہ مرد کے ماں باپ اور نہ ہی عورت کے ماں باپ اس میں دخل دینے کی کوشش کریں۔ اور وہ قاضی پر پورا اعتماد رکھیں اگر انہیں فیصلہ میں کوئی سقم معلوم ہو تو وہ ہمیں لکھ سکتے ہیں۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ اس فیصلہ میں واقعہ میں کوئی سقم موجود ہے یا نہیں۔"

(مطبوعہ الفضل ۲۵ جولائی ۱۹۴۶ء)

درخواست دُعا

مکرم جناب رشید احمد خان صاحب صدر جماعت احمدیہ عادل آباد پر پچھلے دنوں فالج کا حملہ ہو گیا تھا۔ اب سردی کی وجہ سے دوبارہ فالج کی شکایت محسوس کرتے ہیں۔ موصوف نہایت مخلص اور سلسلہ کے لئے اپنی طاقت سے بڑھ چڑھ کر قربانیاں دینے والے ہیں۔

احباب کرام سے درخواست دُعا ہے کہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ اور کام کرنے والی لمبی زندگی پانے کے لئے دُعا فرمائیں۔

خاکسار:- سید بدر الدین احمد انسپکٹر وقف جدید قادیان

"تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"

از محترم مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

یہ عبارت جو اس مضمون کے لئے زینتِ عنوان کی گئی ہے یہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیشگوئی جس کے ساٹھ الہامی اجزاء پہلو یا عنوانات ہیں ازاں جملہ ایک پہلو عنوان مندرجہ بالا ہے جسے پیشگوئی کی علتِ غائی قرار دینا نامناسب نہ ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو فرمایا تھا ؎

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

گویا آپ نے اپنا بہشت خدا تعالیٰ کو قرار دیا ہے اور آپ کی دعاؤں میں وہی آپ کا سب سے بڑا مطلوب تھا۔ جیسا کہ فرماتے ہیں ؎

در دو عالم مرا عزیز توئی
وآنچہ می خواہم از تو نیز توئی

خدا کے کلام قرآن مجید میں دردناک فریاد کا ان الفاظ میں ذکر موجود ہے۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔
(الفرقان)

اور رسول نے کہا اے میرے رب میری قوم نے تو اس قرآن کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا چنانچہ یہی درد ہے کہ جس کا اظہار حضور نے اپنے منظوم کلام میں یوں ظاہر فرمایا ہے

۱. بینم کہ ہر کسے بہ غمِ نفس مبتلا ست
کس را غمِ اشاعتِ فرقاں بجا نماند

۲. جانم کباب شد ز غمِ ایں کتاب پاک
چنداں گریستم کہ خود امید جاں نماند

۳. یا رب چہ بہر من غمِ فرقاں مقدرات
یا خود دریں زمانہ کسے راز داں نماند

۴. صد بار رقص ہا کنم از خرمی اگر
بینم کہ حسن و نکہتِ فرقاں نہاں نماند

ترجمہ :-

(۱) میں دیکھتا ہوں کہ ہر شخص اپنے ذاتی تفکرات میں مبتلا ہے کسی کو بھی قرآن کی اشاعت کا فکر نہیں۔

(۲) اس کتاب (قرآن مجید) کے غم میں میری جان کباب ہو گئی اور میں اس قدر جل گیا ہوں کہ بچنے کی کوئی امید نہیں

(۳) اے رب کیا میری تقدیر میں ہی فرقان کے لئے غم کھانا لکھا ہے یا اس زمانہ میں میرے سوا کوئی اور واقفِ حقیقت نہیں۔

(۴) میں خوشی کے مارے سینکڑوں دفعہ رقص کروں اگر یہ دیکھ لوں کہ قرآن کا دلکش جمال پوشیدہ نہیں رہا۔

مندرجہ بالا اشعار میں حضور نے قرآن کے بارہ میں اپنے زمانہ کے جو حالات کا دردناک نقشہ کھینچا ہے یہ حالات قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق رونما ہوئے تھے اور حضور کو خدا تعالیٰ نے اسی دنیا کی اصلاح کے لئے مامور فرمایا تھا۔

اسی طرح دین کے بارے میں اپنی دلفگاری کا یوں اظہار فرمایا ہے ؎

(۱) بیکس شد دینِ احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمد کار نیست

۲. ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

۳. ایں دو فکرِ دینِ احمد مغزِ جانِ ما گداخت
کثرتِ اعدائے ملت قلتِ انصارِ دیں

ترجمہ

(۱) دینِ احمد بے کس ہو گیا کوئی اس کا غمخوار نہیں ہر شخص اپنے اپنے کام میں مصروف ہے احمد کے دین سے کسی کو کچھ سروکار نہیں

(۲) افواجِ یزید کی طرح ہر طرف کفر جوش میں ہے اور دینِ حق زین العابدین کی طرح بیمار و بے کس ہے

۳ دینِ احمد کے متعلق ان دو فکروں نے میری جان کا مغز گھلا دیا ہے۔ (یعنی اعدائے ملت کی کثرت اور انصارِ ملت کی قلت کے غم نے)

چنانچہ مسلمانوں کے دینی ضعف کا نتیجہ تھا کہ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ارتداد اختیار کر چکے تھے۔

یہی پس منظر تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہوشیارپور کی دعاؤں کا محرک بنا اور جس کی قبولیت کی اطلاع کے ضمن میں مندرجہ بالا بشارت ملی اور خدا تعالیٰ سے یہ وعدہ پا کر حضور نے دنیا کو ان الفاظ میں تسلی دی فرماتے ہیں ؎

دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

حضرت مصلح موعودؓ کے وجود میں پیشگوئی کا ظہور

خدا تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو بچپن ہی سے دین کے لئے غیر معمولی جوش بخشا تھا۔ باوجودیکہ آپ کی ظاہری تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی مگر خدائی وعدوں کے مطابق آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم ورثہ میں پائے اور جیسا کہ حضور نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اشارت دی تھی یہ پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ کے وجود باجود سے حرف بحرف پوری ہوئی قیامت تک زمانہ شہادت پیش کرتا رہے گا کہ اس پیشگوئی کا مصداق حضرت مصلح موعودؓ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا ؎

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی خصوص میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

" فرمایا آج ہی ایک خواب دیکھا کہ ایک چوغہ زریں جس پر بہت سنہری کام کیا ہوا ہے مجھے غیب سے دیا گیا ہے۔ ایک چور اس چوغہ کو لے کر بھاگا اس چور کے پیچھے کوئی آدمی بھاگا جس نے چور کو پکڑ لیا اور چوغہ واپس لے لیا ہوا اس کے وہ چوغہ کتاب کی شکل میں ہو گیا جس کو تفسیر کبیر کہتے ہیں اور معلوم ہوا کہ چور اس کو اس غرض سے لے کر بھاگا تھا کہ اس تفسیر کو نابود کر دے۔ فرمایا اس کشف کی تعبیر یہ ہے کہ چور سے مراد شیطان ہے شیطان چاہتا ہے کہ ہمارے ملفوظات لوگوں کی نظر سے غائب کر دے مگر ایسا نہیں ہوگا۔ اور تفسیر کبیر جو چوغہ کے رنگ میں دکھائی گئی اس کی یہ تعبیر ہے کہ وہ ہمارے لئے موجب رحمت اور برکت اور زینت ہوگی۔ واللہ اعلم"۔
(تذکرہ صفحہ ۶۲۴)

۲۔ تحفۃ الملوک (تذکرہ صفحہ ۶۲۸) اس کے بارہ میں حضور نے فرمایا۔ اس کے معنی ابھی تک نہیں کھلے بہر حال اس کو ملوک سے کچھ نسبت ہے"۔

۳ "میں نے دیکھا ایک کتاب ہے گویا وہ میری کتاب ہے اس کا نام نعم المصلی ہے پھر الہام ہوا خوق حمید"

حضرت مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ نے پچیس برس کی عمر میں تختِ خلافت پر متمکن فرمایا کس طرح حضور کو خدا تعالیٰ نے علوم قرآنی کی دولت سے مالامال کیا وہ حضور ہی کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں۔

"قرآن کریم میں نے فرشتوں سے پڑھا ہے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آج اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے علم کے ماتحت دنیا کے پردہ پر قرآن کریم کے مسائل کو حل کرنے کے لئے مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ماتحت الہام اور وحی سے ایسے معانی قرآن کریم کے مجھے سمجھائے ہیں کہ اسلام اور قرآن کریم پر سب اعتراضات دور ہو جاتے ہیں اور سننے والا اس کی خوبی کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے"۔

(اقتباس تقریر حضرت مصلح موعودؓ ۲۳ر مارچ ۱۹۴۴ء جلسہ لدھیانہ بحوالہ الفضل ۱۸ر فروری ۱۹۶۱ء)

اس ضمن میں مزید صراحت فرماتے ہیں۔

"میں خدا تعالیٰ کے فضل سے دعویٰ کرنے کا عادی نہیں ہوں لیکن باوجود اس کے میں اس حقیقت کو چھپا نہیں سکتا کہ اسلام کے وہ اہم بالشان مسائل جن پر روشنی ڈالنا اس زمانہ کے لحاظ سے نہایت ضروری تھا خدا تعالیٰ نے ان کے متعلق میری زبان اور میرے قلم سے ایسے ایسے مضامین نکلوائے ہیں کہ میں دعویٰ کر کے کہہ سکتا ہوں کہ ان تحریروں کو اگر ایک طرف کر دیا جائے تو یقیناً اسلام کی تبلیغ دنیا میں نہیں کی جا سکتی"۔
(الفضل ۱۶ر فروری ۱۹۴۴ء)

حضرت مصلح موعود نے کلام اللہ کی جو شہرہ آفاق تفسیر تفسیر کبیر کی متعدد جلدوں میں بیان فرمائی ہے اس کی مقبولیت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس قدر ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف تکفیر کے فتووں کے باوجود لوگ فی جلد کئی سو روپے خرچ کر کے حاصل کرنا بھی اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔ غیر از جماعت منصف مزاج اہل علم دوست تو اس کی تائید میں رطب اللسان ہیں کئی نامی علماء کو فاکسار خود جانتا ہے کہ وہ ہمارے منہ پر کہہ چکے

ہیں کہ ہمارے پاس تو علم قرآن ہے ہی نہیں۔ ہم تو عجب عجیب کہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور اُن کے خلفاء کرام کی کتابوں اور تصانیف کو پڑھتے ہیں۔ اور پھر اِنکے علوم کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جس سے لوگوں میں ہماری خوب قدر ہوتی ہے اور ہماری تائید میں صدائے آفرین بلند ہوتی ہے۔ اس تفسیر کے علاوہ انگریزی قرآن مجید۔ اُس کی تفسیر۔ اس کا دیباچہ۔ تفسیر صغیر۔ سیر روحانی جو قرآنی علوم کا انسائیکلو پیڈیا ہے تحفۃ الملوک وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ شاہ افغانستان اور نظام حیدر آباد پر تبلیغی اتمام حجت ہوئی۔ اوّل الذکر کا نام دعوت الامیر ہے۔ اور موخر الذکر کا نام تحفۃ الملوک ہے۔ تحفہ لارڈ اروِن اور تحفہ ویلز بھی اسی قسم کی کتب ہیں۔ ان میں سے ایک کے ذریعہ حکومت ہند کے سربراہ اور موخر الذکر کے ذریعہ انگلستان کے ولی عہد تک پیغام حق پہنچایا گیا تھا۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام وہ لیکچر ہے جس کے ذریعہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا لندن میں تبلیغ کا خواب پورا ہوا۔ آپ کے عہد سعادت میں قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کے متعدد زبانوں میں تراجم ممالک غیر میں پہنچ کر متعدد ملکوں میں اشاعت اسلام کا باعث اور قوموں کی ہدایت کا موجب بنے۔ غرض یہ کہ جس قدر آپ نے اپنی تقریریں۔ تحریریں۔ کتب۔ مضامین۔ ارشادات و مکتوبات یادگار چھوڑے ہیں۔ وہ اتنا گراں بہا خزانہ ہے جس کو جماعت اپنی عظیم بلند ہمتی اور اپنے خداداد وسائل کے باوجود پوری طرح سمیٹ نہیں سکی۔ اور نہ ہی اُن کا سمیٹنا اور محفوظ کرنا جماعت کے بس کا معاملہ تھا۔ کیونکہ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا مصنف گذرا ہو۔ جس نے اتنی زندگی پائی ہو اور پھر جس کے افادات اُس کی زندگی کے دنوں پر تقسیم کیے جائیں۔ تو اُس کی تصنیف کا دامن ان پر بخوبی پھیل جاتا ہو۔ ان سب افادات کی ترتیب۔ تدوین و طباعت و تراجم کا کام حکومتوں کی سطح پر ہی انجام دیا جاسکتا ہے۔ لیکن ابھی تک مسلسل جدوجہد کے باوجود بہت ہی محدود ہاتھوں تک یہ خزانے پہنچے ہیں۔ جماعت احمدیہ نے حضور کی جاری کردہ تحریک جدید کی سکیم کے ماتحت ان قرآنی علوم سے بفضلہٖ بہت فائدہ اُٹھایا ہے اور اسی کو ہاتھ میں لے کر قرآنی ارشاد وجاھدھم بہٖ جھاداً کبیراً کی بفضلہٖ توفیق پائی ہے۔

جس خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو بھیجا تھا اور جس نے مصلح موعودؓ کی پیدائش کے ضمن میں بشارت دی تھی کہ اس کے ذریعہ دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوگا۔ بفضلہٖ یہ حقیقت دنیا کے چپے چپے پر ظاہر ہو رہی ہے اور ہر قوم کے افراد ایک دو نہیں۔ سینکڑوں نہیں۔ لاکھوں نہیں بلکہ اس سے بھی بدرجہا بڑھ کر گواہ ہیں کہ خدا کی بات کس شان سے پوری ہوئی ہے۔ بدستور ہو رہی ہے۔ اور انشاء اللہ ہوتی چلی جائیگی۔

خدا تعالےٰ نے حضور کو نہ صرف قرآنی علوم سے نوازا تھا بلکہ اُن کے اظہار کا بھی خوب ملکہ عطا فرمایا تھا۔ اور اُن کی برکات سے بھی عظیم حصہ دیا تھا۔ جن کے بارہ میں مختلف پیرایوں میں اور مختلف اوقات میں حضور دنیا کو مقابلہ کی دعوت دیتے رہے۔ مگر کوئی مرد میدان آپ کے سامنے آنے کی جرأت نہ کرسکا۔ آپ نے ساری دنیا کو مخاطب کر کے ایسے اعلانات بارہا فرمائے ہیں۔ جن میں سے بطور نمونہ ایک اعلان ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"کسی علم کا کوئی کتنا بھی ماہر کیوں نہ ہو۔ اپنے علم کی رو سے قرآن کریم پر کوئی اعتراض کرے میں خدا کے فضل سے اُسے مسکت جواب دونگا"

(اقتباس تقریر حضرت مصلح موعود۔ الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء)

حضور کی اِس قرآنی خدمت اور اس کے مطابق جماعتی تعلیم و تربیت کے عالمگیر کارنامے نے جماعت کو دنیا میں قرآنی برکات کی حامل جماعت بنا کر وہ فرقان عطا فرمایا جو مومنوں کا طرۂ امتیاز کہلاتا ہے۔ جس کے بغیر ان علوم کی اشاعت دنیا میں ناممکن تھی۔ کیونکہ صرف تعلیم تو پہلے بھی قرآن مجید کی شکل میں محفوظ تھی۔ مگر مسلمان اِس کے حقیقی علم اور عملی نمونہ سے محروم ہو چکے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی جماعت کو عامل بالقرآن اور صاحب حال بنایا۔ جماعت کی اِس پاک تبدیلی کو علامہ اقبال نے ٹھیٹھ اسلامی سیرت سے تعبیر کیا ہے۔ جماعت کا ایک مشہور مخالف اپنے اخبار میں جماعت احمدیہ کے بارہ میں اپنے تاثرات کا یوں اظہار کرتا ہے۔

"یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے اس کی شاخیں ایک طرف چین میں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی نظر آتی ہیں۔ اور آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجویٹ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کانٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ غلام احمد قادیانی کی (نعوذ باللہ) خرافات واہمیہ پر اندھادھند آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئے ہیں۔"

(زمیندار ۹ر اکتوبر ۱۹۳۴ء)

لاریب حضرت مصلح موعودؓ ایسے وجود تھے جن پر خدا تعالیٰ کے رسول فخر کریں گے جیسا کہ ہر بزرگ اپنی لائق اور قابل اولاد پر بجا طور پر فخر کرتا ہے۔ تو پھر ہم نے تو اُنکا زمانہ پایا ہے۔ ہمیں اُن پر کیوں نہ فخر ہو۔

گرچہ جنس نیکواں ایں چرخ بسیار آورد۔
کم بزائد مادرے باایں صفا درِ یتیم۔

ابھی تو آپ کا کام زیر دوران ہے اور آپ تیز رفتاری سے اپنا کام سر انجام دے کر اپنے پیارے خدا کے پاس حاضر ہو چکے ہیں۔ اللھم ارفع درجاتہ فی العلیین۔ آمین

ہماری آنکھیں اب اُن کے ظاہری جسم کو نہ دیکھ سکیں گی۔ مگر ہمارے دلوں میں وہ ہمیشہ آباد رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

وہ آئے۔ اور آکے چلے بھی گئے وہ آہ
ایام سعد ان کے بسرعت گذر گئے

اب آخر میں حضور نے اپنے مصدقین کو جو زرّین نصیحت فرمائی تھی۔ اور ذمہ داریوں کی طرف اِس خصوص میں توجہ دلائی تھی۔ اُسے بیان کر کے خاکسار اپنے مضمون کو ختم کرتا ہے فرمایا:۔

"خدا نے مجھے رویا میں دکھایا تھا کہ مَیں تیزی سے بھاگتا چلا جا رہا ہوں اور زمین میرے پاؤں سے نیچے سمٹتی جارہی ہے۔"

"آپ لوگ جو میرے اعلان کے مصدق ہیں۔ آپ کا اوّلین فرض ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک اسلام اور احمدیت کی فتح اور کامیابی کے لئے بہانے کے لئے تیار ہو جائیں......... مبارک ہے وہ جو میرے قدم کے ساتھ اپنے قدم کو ملاتا ہے اور سرعت کے ساتھ ترقیات کے میدان میں دوڑتا چلا جاتا ہے...... اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھتے ہو تو قدم بقدم اور شانہ بشانہ میرے ؎۴۴ ساتھ بڑھتے چلے آؤ تاکہ ہم کفر کے قلب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیں اور باطل کو ہمیشہ کے لئے صفحۂ عالم سے نیست و نابود کر دیں اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی نہیں ٹل سکتیں۔" (تقریر حضرت مصلح موعودؓ جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء)۔ دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں حضرت مصلح موعودؓ کی جملہ ہدایات پر کما حقہٗ گامزن ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین ؏

ڈویلپمنٹ منسٹر پنجاب کی احمدیہ محلہ میں تشریف آوری

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے آپ کی خدمت میں قرآن کریم کا تحفہ پیش کیا۔

قادیان ۱۰ر فروری۔ کل سہ پہر چار بجے سردار سنتوکھ سنگھ صاحب رندھاوا ڈویلپمنٹ منسٹر پنجاب جماعتِ احمدیہ کی دعوت پر احمدیہ محلہ میں تشریف لائے۔ اور ایک جلسہ میں خطاب کیا۔ اس موقعہ پر آپ کی خدمت میں قرآن شریف کا تحفہ بھی پیش کیا گیا۔ بعد میں آپ نے جماعت کی طرف سے دی گئی ٹی پارٹی میں شرکت کی۔ آپ کے ہمراہ حلقہ قادیان کے ایم ایل اے سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ۔ ایس ڈی ایم بٹالہ جناب کالیہ صاحب۔ ڈی ایس پی صاحب۔ ڈپٹی ڈائریکٹر لوکل باڈیز اور جناب اسسٹنٹ صاحب ایڈیشنل ڈی سی گورداسپور بھی تشریف لائے۔

جناب منسٹر صاحب کی تشریف آوری پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی جماعتِ احمدیہ قادیان (جو حضرت مرزا صاحب بانی جماعتِ احمدیہ کے پوتے ہیں) کی سرکردگی میں انکا پُرتپاک استقبال کیا گیا۔ اس کے بعد مدرسہ احمدیہ میں جلسہ عام میں تلاوت قرآن کریم کے بعد مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے جماعت کی طرف سے جناب رندھاوا صاحب کو خوش آمدید کہا نیز یہ بھی واضح کیا کہ قادیان کا شہر احمدیہ جماعت کا روحانی مرکز ہونے کے سبب ساری دُنیا میں مشہور بھی ہے اور قابلِ احترام بھی۔ حکومتِ پنجاب ایک پروگرام کے مطابق ایسے مقامات کو جو مذہبی نقطۂ نگاہ سے اہمیت کے حامل ہیں ہیبٹیٹ (Habitate) بنا رہی ہے۔ جماعت نے اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک متفقہ ریزولیشن کے ذریعہ جناب چیف منسٹر صاحب پنجاب سے درخواست کی تھی کہ قادیان کو اس کے مذہبی تقدس اور اس کی بین الاقوامی حیثیت کے پیشِ نظر ہیبٹیٹ (Habitate) بنایا جائے۔ اور قادیان کی میونسپل کمیٹی نے بھی اور ۲۶ر جنوری کے پبلک جلسہ کے حاضرین نے بھی متفقہ طور پر اس درخواست کی تائید کی تھی۔

اس کے جواب میں جناب رندھاوا صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ بانیٔ جماعت احمدیہ جناب مرزا صاحب، باوا نانک دیو جی کی طرح انسانیت کے علمبردار اور مساوات انسانی کے حامی تھے اور ہمارے لئے باعثِ فخر ہیں۔

آپ نے بتایا کہ جماعتِ احمدیہ قادیان آزمائش میں پوری اُتری ہے کہ تقسیم ملک کے حالات میں انکا ایک حصہ اپنے مرکز میں ٹھہرا رہا اور سیکولرازم کے نقطہ نگاہ سے احمدی قابل ستائش ہیں اور یہ بھی ذکر کیا کہ قادیان کو ہیبٹیٹ (Habitate) شہر بنانے کا معاملہ جناب چیف منسٹر صاحب کے زیرِ توجہ ہے۔

اِس موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے جناب رندھاوا صاحب کی خدمت میں قرآن کریم کا تحفہ پیش کیا جس کو آپ نے نہایت درجہ عزت و احترام سے قبول فرمایا۔ (نامہ نگار)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۶ء

قسط نمبر ۲

مذہب کی ضرورت عصر حاضر میں

از مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مذہب کے بارہ میں دو نظریات

حضرات! مذہب کے بارہ میں مثبت اور منفی دو نظریات ہیں سب سے پہلے میں مثبت نظریات و آراء کو پیش کرتا ہوں۔

مثبت نظریہ:- حدیث قدسی میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَرَدْتُ
اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ

کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنے آپ کو ظاہر کروں سو میں نے مخلوق کی ابتداء کی اور آدم کو پیدا کیا پس جب سے دنیا شروع ہوئی خدا تعالیٰ کی ہستی کا تصور اور اس سے تعلق پیدا کرنے اور عبادت کی کوئی نہ کوئی صورت ہر قوم میں نظر آتی ہے اور نسل انسانی کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ (مذہبی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے) ہر قوم اور جاتی میں خدا تعالےٰ کی طرف سے راہنمائی کرنے والے نبی۔ رسول۔ رشی۔ منی اوتار اور مہاپرش آئے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ
رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ۔

(النحل)

کہ ہم نے ہر امّت میں رسول بھیجے جو یہ پیغام لے کر آئے کہ اپنے خالق حقیقی خداوند تعالےٰ کی عبادت کرو اور شرک بت پرستی اور شیطانی اعمال سے بچو گوربانی میں بھی آیا ہے ؎

ہر جگ جگ بھگت اپایا
پیجھے رکھدا آیا رام راجہ

اور انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجنز میں ہے

"There is no language or nation on the earth which is without the name of God"
(Enc of Religions Ethicson Names of God)

کہ زمین پر کوئی زبان یا قوم ایسی نہیں جس میں کسی نہ کسی رنگ میں خدا کا نام نہ پایا جاتا ہو۔

۲- پروفیسر جولین ہکسلے اپنی کتاب "Science and religion" میں رقمطراز ہے۔

"What we are surest about is that we need more science and more religion ever much more"

کہ جس بات کو ہم یقین اور وثوق سے کہہ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہمیں پہلے سے بھی زیادہ سائنس اور مذہب کی ضرورت ہے۔

۳- پروفیسر کانٹ Kant نے کیا خوب فرمایا ہے:-

"It is unquestionably necessary to be convinced of God's existence but it is not quite so necessary to demonstrate it"

کہ یہ بات تو بلاشبہ ضروری ہے کہ ہم ہستی باری تعالےٰ پر یقین رکھیں مگر یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہم اس کا اچھی طرح اظہار بھی کر سکیں۔

۴- ۱۹۶۲ء میں میں نے ایک کتاب "The Evidence" پڑھی جو John Clover Monsma نے مرتب کر کے ۱۹۵۸ء میں شائع کی ہے جس میں چالیس سائنسدانوں کے مضامین ہیں جو اس امر کا اظہار کر رہے ہیں کہ نظام عالم کی محکم اور ابلغ ترکیب و ترتیب بتا رہی ہے کہ خدا تعالےٰ کی ہستی موجود ہے جو اس کارخانہ عالم کو چلا رہی ہے۔

۵- اسی طرح سر ولیم ہملٹن۔ سر جیمز سٹر مینل۔ آئن سٹائن۔ ڈاکٹر شانتی سروپ بھٹناگر۔ ڈاکٹر عبد السلام صاحب احمدی حافظ ڈاکٹر صالح محمد صاحب لیکچرار آف اسٹرانومی عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد یہ سب سائنسدان خدا تعالےٰ کی ہستی پر اور مذہب کی صداقت پر ایمان اور یقین رکھنے والے ہیں۔ پس ہم ان مثبت نظریہ کے حامل سائنسدانوں کو چھوڑ کر "منفی" نظریہ رکھنے والے سائنسدانوں اور فلاسفروں کو کیوں اہمیت دیں۔

۶- ہندوستان کے نامور سیاستدان شری راج گوپال آچاریہ مدراس نے ۱۹۵۸ء میں "مذہبی تعلیم" کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ۔

"Without a religious basis a child's character could not be moulded in the proper way. morality could not but have a religious basis. The soul of a man abhorred a vacum. If religion departed from the human soul. material interest would occupy it (Deccan chronicle 3.2.1957)."

کہ بغیر مذہبی تعلیم کو بنیاد بناتے ہوئے ہم ایک بچے کے کیریکٹر کو صحیح رنگ میں ڈھال نہیں سکتے۔ اخلاقیات کی بنیاد مذہب پر ہے انسان کی روح خلا کو ناپسند کرتی ہے۔ اگر مذہب کو انسان کی روح سے خارج کر دیا جائے تو لازمی اس خلا کو مادی اغراض پُر کر دیں گی (یعنی انسان مادہ پرست بن جائے گا۔)

اس الحاد و مادیت کے دور میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کا روح پرور اعلان

حضورؑ فرماتے ہیں:-

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جسکو اب تک پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔"

(کشتی نوح)

پس وہ روحانی بینا انسان جس نے خدا تعالےٰ کی تجلیات کا خود مشاہدہ کیا ہے اس کے انوار کو اپنے اوپر اترتے دیکھا ہے۔ اور جس کا اس ذات اقدس سے زندہ تعلق ہے۔ اس کی شہادت و گواہی وقیع اور قابل قدر ہے اور وہ لوگ جو اس کوچے سے ناآشنا ہیں خواہ وہ سائنس اور فلسفہ کی کتنی گتھیاں سلجھا رہے ہیں ان کی باتیں کچھ وقعت نہیں رکھتی اگر ایک لاکھ اندھے یہ کہیں کہ ہمیں سورج نظر نہیں آتا لہذا رات ہے مگر ایک شخص جو چشم بینا رکھتا ہے۔ اور سورج کو نصف النہار پر پوری آب و تاب سے روشن دیکھ کر کہتا ہے کہ سورج آسمان پر چمک رہا ہے اور یہ دن ہے اور اس اکیلے کی گواہی ایک لاکھ اندھوں کے مقابل پر بھاری اور قابل وقعت و پذیرائی ہوگی اس لئے کہ وہ سورج کو خود دیکھ رہا ہے جس کے دیکھنے سے اندھے بوجہ بینائی نہ ہونے کے معذور ہیں پس یہی حال روحانی عالم میں اللہ تعالیٰ کے نبیوں و رسولوں کا ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے حسن و جمال کا مشاہدہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کے زندہ گواہ ہوتے ہیں۔ پس روحانی میدان میں روحانی کاملین کی شہادت ہی وقیع و قابل تسلیم جائے گی اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ جو دنیا کے مختلف علاقوں اور قوموں میں ظاہر ہونے والے رشی۔ منی اور اوتار مثبت نظریہ کے حامل تھے ان کے ذریعہ لاکھوں لوگوں نے اصلاح و ترقی کی کیا اس حقیقت کو محض کمیونسٹوں کے تخیلات کی وجہ سے رد کر دیا جائے؟

مذہب کے بارہ میں منفی نظریات

مذہب کے بارہ میں منفی نظریات کے حامل یعنی لادینیت و دہریت کا پرچار کرنے والوں میں کمیونسٹ صف اوّل میں ہیں۔ چنانچہ کمیونزم کا بانی کارل مارکس مذہب کے بارہ میں رقمطراز ہے۔

"Religion is the sigh of the oppressed creature the kindliness of a heartless world, the spirit of unspiritual conditions. It is the peoples opium, the removal of

religion, as the illusory happiness of the people, is the demand for its happiness" (Introduction to a critique of Hegel's Philosophy of law by Karl Marks)

کہ مذہب مظلوم لوگوں کی آہ ہے اس کے ذریعہ بے رحم دنیا رحم کا مظاہرہ کرتی ہے اور یہ غیر روحانی حالات کی روح ہے مذہب لوگوں کے لئے ایک افیون ہے۔ اصلی خوشی کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مذہب کو مٹایا جائے جو لوگوں کو صرف قیاسی خوشی دیتا ہے۔

۲- لینن جو روسی کیونسٹ حکومت کا پہلا سربراہ تھا اپنے مضمون "The attitude of workers Party towards religion" میں کارل مارکس کی اس مذہبی فلاسفی کے بارے میں لکھتا ہے۔

"Marx said Religion is the opium of the people and this postulate is the corner stone of the whole Philosophy of marxism with religion. Marxism always regarded all modern religions and churches and every kind of religious organisations as instruments of the bourgeous reaction whose aim is to defend exploitation by stupifying the workers class" (Proletari No. 25.26)

(اخبار پرولتاریہ ۱۳ مئی ۱۹۰۹ء)

کہ مارکس نے کہا ہے کہ مذہب لوگوں کے لئے ایک افیون ہے اور یہ مسئلہ مارکس کی فلاسفی اور مذہب میں ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے مارکسزم تمام موجودہ مذاہب چرچوں اور مذہبی اداروں کو سرمایہ داری کے رد عمل کا آلہ سمجھتا ہے جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ مزدوروں کو بیوقوف بنا کر ان کی جارحانہ اقدام کی مدافعت کی جائے۔

۳- کارل مارکس کا دست راست فریڈرک اینجلز Freedrich Engels اپنی کتاب "Anti Duhring" کے آخر میں لکھتا ہے۔

Religion is nothing but the fantastic reflection in the heads of men of those earthly powers, which rule over their daily life, a reflecation in which earthly powers take on the form of un earthly Ones" (Marx, Lenin and Science of Revolution)

(مارکس، لینن اور انقلابی سائنس)

ترجمہ:-

کہ مذہب کی حقیقت کچھ بھی نہیں یہ صرف دنیوی طاقتوں کے آدمیوں کے دماغوں میں ایک خیالی عکس اور تصور ہے جو ان کے روزمرہ کی زندگی میں اثر انداز ہوتا ہے یہ ایک ایسا تصور ہے جس کے نتیجہ میں زمینی طاقتیں غیر زمینی (روحانی اور آسمانی) طاقتوں کا روپ دھار لیتی ہیں

۴- کیمونسٹ پارٹی روس کا آرگن پرولتاریہ (Proletaria) اپنی ۲۶ مئی ۱۹۰۹ء کی اشاعت میں مارکسزم کے لغیب الیعن کے بارے میں لکھتا ہے:-

"We must combat religion. This is the A.B.C of all materialism and conquently of marxim. But Marxim is not materialism which stops at the A.B.C. Marxim goes further. Down with religion. long live Atheism. The dissemination of the Atheism View is our chief task."

کہ ہمیں مذہب کے خلاف جنگ کرنی چاہئیے یہ مادیت کا آغاز ہے جو بالآخر مارکسزم کی طرف لے جاتا ہے مگر مارکسزم ایسی مادہ پرست تحریک نہیں جو اے بی سی پر ہی رک جائے۔ یہ آگے بڑھتی ہے ہمارا نعرہ ہے دنیا سے مذہب مٹ جائے اور دہریت کا بول بالا ہو۔ اور لادینیت کی تبلیغ اور اشاعت ہمارا سب سے بڑا کام ہے۔

چنانچہ روس میں کیمونسٹ حکومت قائم ہوئی اور اس کا آئین مرتب کیا گیا جو اس آئین کی دفعہ ۱۲۴ میں مذہب کے خلاف پراپیگنڈا کرنے کی سب شہریوں کو آزادی دی گئی مگر مذہب کے حق میں پراپیگنڈا روک دیا گیا۔

Art 124.

"Freedom of worship and freedom of anti. religious Propaganda are recognised for all citizens."

کہ عبادت کی آزادی اور مذہب کے خلاف پراپیگنڈا کی آزادی تمام شہریوں کے لئے منظور کی گئی ہے۔

سوویٹ روس کے اس آئین کی مندرجہ بالا دفعہ کی آڑ لے کر روس میں تمام مذہبی اداروں اور ان کے منتظمین کے خلاف شدید کاروائی کر کے مذہبی میدان میں خوف و ہراس کی ایک لہر مذہبی لوگوں میں پیدا کر دی گئی مذہبی تبلیغ کو بند کر کے نئی نسل کو مذہب سے بیگانہ اور لادینی بنا دیا گیا۔

۵- ایک جرمن فلاسفر فریڈرک نطشے Nitzsche اپنے اردگرد عیسائی لوگوں کی روحانی زندگی سے خالی تحریک اور ان کو مادی عیش و عشرت میں مدہوش دیکھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کر دیتا ہے اور کہتا ہے:-

"God is dead. god died of his pity for man. Destory for me, oh destory for me the good and just. Only the strong man will be truthful."

کہ نعوذ باللہ خدا مر گیا ہے۔ خدا اپنے بندوں پر رحم اور ترس کی وجہ سے مر گیا ہے الفاظ اور نیکی کوئی چیز نہیں اسے میرے لئے تباہ کر دو صرف ایک طاقتور انسان ہی اب راستباز سمجھا جائے گا۔

گویا نطشے کے نزدیک روحانیت کوئی چیز نہیں مادیت اور دنیوی طاقت ہی اصل چیز ہے۔ انگریزی ضرب المثل "Might is right" "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کا نظریہ اب دنیا میں کارفرما ہے کہ طاقت ہی سچائی اور راستبازی کا معیار ہوگی نطشے کے نزدیک آریہ لوگ اعلیٰ درجہ کی نسل ہیں اور جرمن بھی آریہ نسل میں ہی شامل ہیں اس لئے انسانیت کے جملہ حقوق بلکہ دوسرے انسانوں پر جبر کرنے کو ہی ترقی حاصل ہے۔

۶- اسی طرح کئی اور سائینس دان اور فلاسفر ہیں جو روحانیت سے کوچہ سے آشنا نہیں تھے انہوں نے اپنی ناقص رائے اور آئے دن بدلنے والی تھیوریوں پر اعتماد کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ اس عالم کا کوئی خالق نہیں نظام عالم خود بخود چل رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کا نہ کوئی وجود ہے اور نہ ہی مذہب و روحانیت کی کوئی حقیقت۔ نہ ہی انسان کی پیدائش کی کوئی خاص غرض و غایت ہے زندگی میں خوب کھاؤ پیو۔ عیش کرو اور پھر دنیا سے رخصت ہو جاؤ نہ کوئی نیکی ہے نہ بدی اور نہ ہی کوئی سزا ہے اور نہ ہی جزاء۔ جنت اور جہنم محض ایک تخیل ہے پس دہریوں اور لادینی لوگوں کی فلسفہ کی بنیاد منفی stand استینڈ پر قائم ہے اور اس منفی انداز فکر کی وجہ سے ہم مثبت نظریات اور ان کے شاندار علمی نتائج و حقائق کو نظر انداز نہیں کر سکتے چونکہ نظام عالم ایک محکم اور اٹل حقیقت ہے جسے دہریہ لوگ اور سائینسدان اور فلاسفر کسی طرح رد نہیں کر سکتے اس لئے وہ دہریت کی آڑ لے کر مذہب پر حملے کرتے ہیں مگر ان فلاسفروں اور دہریوں کے سامنے ایسے مذاہب کی تعلیمات اور ان مذاہب کے پیروں کی ناقص حالت ہے جو کسی طرح بھی کامل اور زندہ مذہب نہیں اور یہ لوگ اسلام جیسے کامل اور زندہ مذہب کی تعلیمات اور روحانی کمالات کے عالی شان سے ناواقف اور ناآشنا ہیں اس لئے وہ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کی ناقص تعلیمات کی آڑ لے کر مذہب پر حملے کرتے ہیں

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا اجراء سلسلہ روحانی انقلاب

مگر اس زمانہ میں ۱۸۹۳ء میں جب بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام نے جو روحانیت کے علمبردار اور اسلام کے ... فتح نصیب جرنیل ...

(باقی الحکم پر دیکھئے)

حضرت مصلح موعودؓ اور اشاعت قرآن

از مکرم سید فضل عمر صاحب مبلغ انچارج کٹک

آج سے چودہ سو سال قبل مخبر صادق خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ "یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ" کہ مسیح موعود شادی کریگا اور اس کے ہاں اولاد ہو گی - یوں تو ظاہری لحاظ سے اس پیشگوئی کے بارہ میں کہا جاسکتا ہے - کہ مسیح موعود کو بیٹا دیا جائیگا لیکن اس کے بارہ میں اگر دل کی گہرائیوں سے غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ پسر موعود کی وہ اہم پیشگوئی تھی جس کے بارہ میں حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کی طرف سے درج ذیل الفاظ میں بشارت دی گئی تھی کہ :-

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو مَیں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دُعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا - سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے - فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے - اے مظفر تجھ پر سلام خدا نے یہ کہا تا وہ زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے ..... وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اس پیشگوئی کے یہ الفاظ یعنی "تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہو اور" "ظاہری و باطنی علوم سے پُر کیا جائیگا" اس امر پر روز روشن کی طرح دلالت کرتے ہیں کہ اس فرزند جلیل کے ذریعہ قرآن کریم کے مراتب کھولے جائیں گے - اور ظاہری و باطنی علوم سے ایسا پُر کیا جائیگا کہ قرآن کریم کے علوم اور حقائق، معارف بیان کرنے میں دُنیا بھر میں اس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکیگا -

علاوہ ازیں مسیح موعودؑ کے بارہ میں بھی حضرت رسول مقبول صلعم کی پیشگوئی ہے کہ "کَیْفَ تَہْلِکُ اُمَّۃٌ اَنَا فِیْ اَوَّلِہَا وَالْمَسِیْحُ فِیْ آخِرِہَا" یعنی وہ اُمت کس طرح ہلاک ہوسکتی ہے جس کے شروع میں مَیں ہوں اور آخر میں مسیح موعود ہے - اسی طرح حدیثوں میں بالوضاحت یہ بھی مذکور ہے کہ مسیح موعود اُس وقت دُنیا میں تشریف لائیں گے جب کہ علم قرآن دُنیا سے اُٹھ چکا ہوگا - اور غلط بے بنیاد عقاید کو لوگوں نے اپنا لیا ہوگا -

چنانچہ عین ضرورت زمانہ کے مطابق حضرت مسیح موعود السلام اُس وقت تشریف لائے جب کہ مسلمان کئی بے بنیاد عقائد کو اپنا چکے تھے - آپ نے لوگوں کو زندہ خدا، زندہ رسول، اور زندہ کتاب سے متعارف کرایا نیز اُمت محمدیہ کو ہلاک ہونے سے بچا لیا - آپؑ کی وفات کے بعد آپؑ کے خلفاء کرام نے اشاعت قرآن کی اہم ذمہ داری سنبھال لی -

اشاعت قرآن اور علوم قرآن کے سلسلہ میں علاوہ دوسرے خلفاء عظام کے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے فرزند جلیل جس کے بارہ میں "پسر موعودؑ" کی پیشگوئی ہے کی زندگی کا اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپؓ کا بچپن، جوانی اور زندگی کے آخری لمحات قرآن کریم کے عشق اور اُس کی اشاعت کے لئے وقف تھے - گویا آپؓ کی زندگی کا مقصد ہی قرآن کریم کی اشاعت اور اس کی عظمت ظاہر کرنا تھا -

ابتدائے عمر میں آپؓ جب حضرت سیدنا مولانا الحاج نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی زیر نگرانی تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ آپ پر ایک فرشتہ ظاہر ہوا جس نے آپ کو سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھائی اس طرح آپ پر قرآنی علوم کا دروازہ کھولا گیا - اس لطیف خواب کی تفصیل خود حضرت المصلح الموعودؓ کے قلم مبارک سے یہ ہے کہ

"مَیں ابھی چھوٹا تھا کہ مَیں نے رویا میں دیکھا کہ جیسے کوئی کٹورہ ہوتا ہے اس میں سے ٹن کی آواز آتی ہے پھر وہ آواز پھیلنی شروع ہوئی - پھر مجسم ہوئی پھر وہ تصویر بنی، پھر وہ تصویر متحرک ہو گئی - اور اس میں سے ایک وجود نکل کر میرے سامنے آیا اور اس نے کہا کہ مَیں خدا تعالیٰ کا فرشتہ ہوں اور میں نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھانے کے لئے آیا ہوں - میں نے کہا سُناؤ - اُس نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر مجھے سُنانی شروع کی - جب وہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ پر پہنچا تو کہنے لگا آج تک جتنی تفسیریں لکھی گئی ہیں وہ اس آیت سے آگے نہیں بڑھیں - کیا میں آپ کو آگے بھی سکھاؤں؟ میں نے کہا ہاں - چنانچہ اُس نے مجھے اگلی آیات کی بھی تفسیر سکھائی جب میری آنکھ کُھلی تو اس وقت فرشتہ کی سکھائی ہوئی باتوں میں سے کچھ باتیں یاد تھیں مگر میں نے ان کو نوٹ نہ کیا - دوسرے دن حضرت خلیفہ اوّلؓ سے میں نے اس رویاء کا ذکر کیا اور یہ بھی کہا کچھ باتیں یاد تھیں لیکن میں نے ان کو نوٹ نہیں کیا اب وہ سب میرے ذہن سے اُتر گئی ہیں - حضرت خلیفہ اوّلؓ پیار سے فرمانے لگے کہ آپ ہی تمام علم لے لیا کچھ یاد رکھتے تو ہم کو بھی سُناتے - یہ رویاء اصل میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے بیج کے طور پر میرے دل و دماغ میں قرآنی علوم کا ایک خزانہ رکھ دیا ہے چنانچہ وہ دن گیا اور آج کا دن آیا کبھی کسی موقعہ پر بھی ایسا نہیں ہوا کہ مَیں نے سورۃ فاتحہ پر غور کیا ہو یا اس کے متعلق مضمون بیان کیا ہو تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے نئے سے نئے معارف اور نئے سے نئے علوم مجھے عطا نہ فرمائے گئے ہوں۔"

(تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۸۷)

چنانچہ یہ وہی آغاز و ابتدائی چشمہ تھا جو اللہ تعالےٰ کے اذن سے سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کے سینہ میں پھوٹا اور آپ نے کلام پاک کی ایسی لطیف تفسیر بیان فرمائی جو گذشتہ چودہ سو سالوں میں بھی کسی مفسر کے ذہن میں نہ آئی تھی - اس کی وجہ یہ تھی کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے آپ کو قرآن کریم کے علوم کا ایسا خزانہ عطا کیا گیا تھا کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے دیئے گئے ظاہری و باطنی علوم کے زور سے آپ نے ایسے نایاب موتی اہل دُنیا کے سامنے پیش کئے کہ جس کی نظیر دنیا پیش نہیں کرسکتی -

جب ہم آپؓ کی تفاسیر قرآن یعنی "تفسیر کبیر" "تفسیر صغیر" کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ ایسی تفاسیر سوائے خدا تعالےٰ کے مقرب اور عاشق قرآن کے کوئی دنیا کے سامنے پیش نہیں کرسکتا - کیونکہ ان تفاسیر میں جو حقائق و معارف پیش کئے گئے ہیں اور قرآن کریم کا جو بامحاورہ ترجمہ اور عام فہم ترجمہ کر دیا گیا ہے کہ گذشتہ چودہ سو سال میں اس کی مثال نہیں تھی - علاوہ ازیں یہ قرآن کی تڑپ اور جذبہ ہی تھا کہ آپ نے درج ذیل دُنیا کی تمام مشہور زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اپنے ہی زمانہ حیات میں کروا دیئے -

انگریزی، جرمن، روسی، پرتگالی، ہسپانوی، ہندی، سواہلی، فرانسیسی، اطالوی، اردو، ایرنٹو، ڈچ، انڈونیشین، گورمکھی، جن میں سے بعض چھپ چکے ہیں اور بعض زیر طبع ہیں -

حضرت سیدنا المصلح الموعودؓ کو جو علوم خدا تعالےٰ کی طرف سے عطا کئے گئے اس کی نظیر تلاش کرنا محال ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو یہ بشارت دی تھی کہ وہ ظاہری و باطنی علوم سے پُر کیا جائیگا - اور واقعی آپ علوم ظاہری و باطنی سے پُر تھے کیونکہ آپ نے تمام دُنیا کو چیلنج کیا کہ آؤ اور قرآن کریم کے معارف اور حقائق بیان کرنے میں میرے ساتھ مقابلہ کرو - چنانچہ آپ نے ۱۹۲۵ء میں علماء دیوبند کو مقابلہ کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ :-

"اگر حقائق و معارف سے وہ حقیقی معارف مراد ہیں جن سے قرآن کریم بھرا ہوا ہے اور جن میں انسان کے اخلاق اور اعمال کی درستی اور اس کے تعلق باللہ کے اعلیٰ سے اعلیٰ ذرائع بتائے گئے ہیں تو ان کے لکھنے میں ان مولویوں کو میں اپنے مقابل پر بلاتا ہوں - اگر وہ آئے تو دیکھیں گے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے ایک ادنیٰ غلام کے مقابلہ میں اُن کا کیا حشر ہوتا ہے - اُن کی قلمیں ٹوٹ جائیں گی، اُن کے دماغوں پر پردے پڑ جائیں گے، وہ کچھ نہیں لکھ سکیں گے - اگر ان میں ہمت اور جرأت ہے تو مقابلہ پر آئیں۔"

(الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء)

اسی طرح آپؓ نے ۸ اپریل ۱۹۴۳ء بمقام لائلپور تقریر فرماتے ہوئے فرمایا کہ

"سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے طفیل مجھے بھی ایسے قرآن کریم کے معارف عطا کئے گئے ہیں کہ کوئی شخص خواہ کسی علم کا جاننے والا ہو اور کسی مذہب کا پیرو ہو قرآن کریم پر جو چاہے اعتراض کرے، اللہ تعالےٰ کے فضل سے میں اس قرآن سے ہی

خدا تعالیٰ کی قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان (بقیہ صفحہ ۲)

اُس وقت آپ کی عمر صرف پچیس ۲۵ سال تھی۔ لیکن اس عمر میں بھی آپ نے جماعتِ احمدیہ کی جس کامیابی کے ساتھ قیادت کی اور جماعت نے ہمہ جہتی ترقیات کیں وہ احمدیت کی روشن تاریخ سے ظاہر و باہر ہے۔ قدم قدم پر اندرونی اور بیرونی مخالفوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر جس پر خُدا کا سایہ ہو اور مقدس رُوح سے اُسے تائید حاصل ہوئی ہو ظاہری مخالفتیں اس کا کیا بگاڑ سکتی ہیں۔ خُدا کے فضل و کرم سے اس اولوالعزم وجود نے جس طرف رُخ کیا۔ کامیابی اور کامرانی نے قدم چومے اور معاندین و حاسدین ہر میدان میں ناکام و نامراد رہے۔ باون ۵۲ سال خلافت کی اہم ذمہ داریوں کو بڑی ہی خوش اسلوبی سے ادا کیا اور احمدیت کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچانے میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اور جماعت کے تبلیغی مراکز بیرونی ممالک میں جاری کئے اور ان ممالک کے اصل باشندوں کو ان کی اپنی زبان میں قُرآن کریم کے معانی اور مطالب پڑھنے اور سمجھنے کے لئے ان زبانوں میں قُرآن کریم کے تراجم شائع کرنے کی مہم جاری فرمائی۔ اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے کے لئے اسلامی لٹریچر ان کی زبانوں میں تیار کرائے۔ اس طرح جماعت کو بین الاقوامی حیثیت دلا کر ہزاروں اور لاکھوں ایسے افراد کو پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق و شیدا بنا دیا۔ جو اس سے قبل مذہب اور اسلام سے کوسوں دُور تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ قُرآن کریم کی جو تفسیر آپ نے تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر کے نام سے لکھی ایک بہت بڑا علمی کارنامہ ہے ۔۔۔ پھر جماعتی تربیت کے لحاظ سے جو بھی جماعتِ احمدیہ میں داخل ہُوا اُسے پہلوں کی طرح اسلام و احمدیت کے لئے مالی و جانی قربانی دینے اور پھر مسلسل دیتے چلے جانے کا ایسا عادی بنا دیا کہ قربانی دیکر اُنہیں وہ رُوحانی لذت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ جسے لفظوں میں بیان کرنا ممکن ہی نہیں۔ اور یہی وہ امتیازی نشان ہے جو ہر زمانہ کی روحانی جماعت کے افراد میں پائی جاتی ہے۔

گزشتہ نوّے سالوں میں جو کچھ اس طرف سے ظاہر ہُوا۔ اس عرصہ میں مخالفوں کے لئے میدان ایسا ہی کھُلا تھا بالخصوص جب کہ حضرت مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے اُنہیں مقابلہ کا چیلنج بھی دیا گیا تھا۔ قابلِ غور بات ہے کہ ان لوگوں کو مقابل پر ایسا ہی معجزہ دکھانے کی کیوں ہمت نہ ہوئی اور اُن سے ایسے کارنامے کیوں سرزد نہ ہو سکے۔ جو بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے پسر موعود کے ذریعہ سرزد ہوئے اور دُنیا میں اس کا ڈنکا بجنے لگا۔

مقام غور ہے کہ حسب پیشگوئی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ہاں صفاتِ خاصّہ کے حامل فرزندِ ارجمند کا تولّد پھر بڑی عمر کو پہنچ کر اُس کی طرف سے ایسے علمی کارنامے سرانجام دینا جس سے دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہونے کے عالمگیر سامان ہونے جانا۔ اور خود اُس کے اپنے وجود کا اس رنگ میں نیک نامی کے ساتھ شہرۂ آفاق بن جانا کہ جماعت کا رُوحانی امام بن کر سبھی افرادِ جماعت کے دلوں پر اس کی حکومت کا قائم ہو جانا۔ ایسی باتیں نہیں جو کسی انسان کے اپنے بس کی ہوں بلکہ ان کے پیچھے صریح طور پر قادر و توانا خدا کی زبردست قدرت کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے اور قُدرت بھی ایسی جس کے ساتھ سراسر خدائے رحیم و کریم کی رحمت بے پایاں کا واضح کرشمہ اس رنگ میں ظاہر ہُوا کہ اس کی ہستی سے دُور ہو جانے والی مخلوق کو ایک برگزیدہ بندے کے ذریعہ اس کی طرف رجوع دِلانے کے سامان کر دیئے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے یہ ثابت کر دیا کہ پاک محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کس طرح آپ کے اُمّتی کو خدا تعالیٰ کے حضور قُرب کا مقام حاصل ہُوا۔ نہ صرف اُس کو بلکہ حسب پیشگوئی اُس کے ہاں پیدا ہونیوالا فرزند ارجمند بھی خدا تعالیٰ کا ایسا مقرب اور محبوب بنا کہ رضائے الٰہی کے عطر سے ممسوح کیا گیا۔ قوموں نے اس سے برکت پائی اور رہتی دُنیا تک پاتی چلی جائیں گی۔ پس مصلح موعود کا وجود بلا شُبہ خُدا تعالیٰ کی قُدرت۔ رحمت اور قُربت کا واضح ثبوت ہے۔ ایک ایسا معجزہ ہے جو اسلام کی حقیقت اور پاک محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا زندہ جاوید نشان ہے۔ اور جو کوئی اس موضوع پر کسی وقت بھی ان نوّے سالہ دور کے اوراقِ پارینہ کی ورق گردانی کرے گا۔ وہ دیکھ لے گا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا اشتہار جب اوّلاً اخبار ریاض ہند امرتسر مجریہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء میں بطورِ ضمیمہ شائع ہُوا تو سرنامہ کے طور پر مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے جو تین اشعار درج فرمائے، مصلح موعود کا نشانِ آسمانی ہمیشہ ہی اُن اشعار کے موضوع کو اُجاگر کرتا رہے گا جن میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنے ذاتی علم اور معرفت کی بناء پر علیٰ وجہ البصیرت فرمایا تھا۔ ؎

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است ∴ خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است
دیدم بعینِ قلب شنیدم بگوشِ ہوش ∴ در ہر مکان ندائے جلالِ محمدؐ است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خُدا دہم ∴ یک قطرہ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

پس مبارک ہے وہ جو ان باتوں پر غور کرتا اور ان کو دل میں جگہ دیکر حق کی طرف رجوع کرتا ہے ——— !!

درخواست ہائے دُعا

۱۔ میری اہلیہ سیدہ سلمیٰ سلطانہ صاحبہ کچھ عرصہ سے اتھرائٹس کی وجہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ تمام احبابِ جماعت سے شفاء کاملہ عاجلہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ اسی طرح تین بچے اور بچیاں کالج اور یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہیں اور میرا چھوٹا بیٹا سید نسیم احمد ہائی سکول میں پڑھ رہا ہے سب کی دینی و دُنیوی ترقیات کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: سید شریف احمد۔ پراجیکٹ انجینئر۔ امریکہ۔

۲۔ خاکسار کے والد محترم زین العابدین صاحب خان ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ ان کی کامل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ نیز خاکسار اس سال I.S.C کا امتحان دینے والا ہے جو کہ مؤرخہ ۷ مارچ سے شروع ہو رہا ہے۔ احبابِ جماعت میری نمایاں کامیابی کے لئے دُعا فرمائیں۔ اسی طرح ہماری جماعت سے بہت سے بچے اور بچیاں مختلف امتحانات میں شریک ہونیوالے ہیں سب کی نمایاں کامیابی کیلئے درخواستِ دُعا ہے۔ خاکسار: فیروز الدین سونگھڑہ اڑیسہ

VARITY
CHAPPAL PRODUCTS KANPUR
PHONES:- 52325/52686. P.P.
پائیدار بہترین ڈیزائن میں:-
لیدر سول و ربر شیٹ کے سینڈل۔ زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز
آپ کا اپنا
ورائٹی چپل پروڈکٹس (مکھنیا بازار کانپور ۴۲/۲۹)

ہر قسم اور ہر ماڈل
کے موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے !!
AUTOWINGS
آٹو ونگس
32, Second main Road
C.I.T. COLONY
MADRAS. 600004,
Phone No. 76360.

سینگوں اور گھاس سے تیار کردہ دلآویز مصنوعات
سینگ اور لکڑی سے تیار کردہ پرندوں اور جانوروں کی دلآویز شکلیں۔
گھاس سے تیار کردہ منارۃ المسیح۔ مسجد اقصیٰ۔ مختلف مناظر۔ دُنیا بھر کی مساجد احمدیہ اور مشن ہاوسز کی تصاویر جو تبلیغی فوائد رکھتی ہیں۔
عید مبارک کے کارڈ اور دیگر تصاویر۔
خط و کتابت کا پتہ:
The Kerala Horns Emporium,
TC. 38/1582 MANACAUD
TRIVANDRUM (Kerala)
PIN. 695009.
PHONE NO: 2351
P.B. NO: 128
CABLE:- "CRESCENT"

قرارداد تعزیت منجانب صدر انجمن احمدیہ قادیان

بر وفات

عزت مآب جناب فخرالدین علی احمد صدر جمہوریہ ہند

عزت مآب فخرالدین علی احمد صاحب صدر جمہوریہ ہند کی اچانک وفات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے زیر ریزولیشن ۱۳ ۱۱-۲-۷۷ جو تعزیتی قرارداد منظور کی ہے، اس کا مکمل متن ذیل میں نقل کیا جاتا ہے (ایڈیٹر بدر)

رپورٹ ناظر صاحب اعلیٰ و امیر مقامی قادیان کہ عزت مآب جناب فخرالدین علی احمد صاحب صدر جمہوریہ ہند کے پانچویں صدر، جو اس منصب عالی پر ۲۴ اگست ۱۹۷۴ء کو فائز ہوئے تھے۔ آج ۱۱ فروری ۱۹۷۷ء کو صبح بعمر بہتر (۷۲) سال، انتقال فرما کر ملک ہند اور اس کے بہی خواہوں کو سوگوار بنا گئے ہیں۔ اِنّا للّٰہ واِنّا الیہ راجعون ٥

آپ ۱۹۳۱ء سے انڈین نیشنل کانگریس سے وابستہ تھے۔ آسام کی صوبائی کمیٹی اور آل انڈیا کانگریس کی مجلس عاملہ کی رکنیت آپ کو حاصل رہی۔ آپ ان صائب الرائے ممتاز شخصیتوں میں شمار ہوتے تھے۔ جنہوں نے نازک مراحل سے عہدہ برآ ہونے میں خاص کردار ادا کیا تھا۔ ۱۹۳۵ء سے صدر جمہوریہ بننے تک پہلے آسام اور پھر مرکز میں کسی نہ کسی وزارت پر آپ مقرر رہے۔ آسام میں آپ نے بطور وزیر مال و خزانہ تقسیم ملک سے پہلے بہت سی اصلاحات نافذ کی تھیں۔ ۱۹۵۵ء میں آپ کی قیادت میں وکلاء کا ایک وفد روس بھجوایا گیا تھا۔ کچھ عرصہ آپ اقوام متحدہ میں ہندوستانی نمائندہ مقرر رہے۔ ایک دفعہ آپ نے بھارتی نمائندہ کے طور پر ملائشیا وغیرہ ممالک کی یوم آزادی کی تقریبات میں شرکت کی تھی۔

آپ نے اپنے ملک کی آزادی کے لئے قابل قدر قربانی کی تھی۔ آپ محنت پسند۔ تنظیم کے دلدادہ۔ تمام معاملات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے عادی اور مذہبی لگن رکھنے والے تھے۔ آپ کو مادر وطن کی آزادی اور اس کی جمہوریت کا تحفظ بہت عزیز رہا۔ اور اس کے لئے اپنی خدمات کو ہمیشہ وقف رکھا۔ اور آپ اور محترمہ وزیر اعظم صاحبہ باہم کامل اتحاد اور تعاون کے رشتہ میں منسلک تھے۔ ملک ہند کے اس بہت نازک مرحلہ پر آپ کی وفات سے ایک عظیم خلا پیدا ہو گیا ہے۔ ہمیں اس اندوہناک اور عظیم صدمہ میں اس فخر ملک شخصیت کی وفات پر جس سے ملک و قوم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے، قلبی صدمہ ہے اور آپ کے خاندان سے قلبی ہمدردی ہے۔ اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی روح کو تسکین اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

قرارداد ہذا کی نقول ذیل کو بھجوائی جانی مناسب ہیں :۔

۱۔ محترمہ عابدہ خاتون صاحبہ بیگم جناب فخرالدین علی احمد صاحب مرحوم۔

۲۔ محترمہ وزیر اعظم صاحبہ۔

۳۔ پریس جماعت احمدیہ و دیگر پریس۔

بغرض غور و فیصلہ مجلس میں پیش فرما کر مشکور فرمائیں۔

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ رپورٹ ناظر صاحب اعلیٰ و امیر مقامی منظور ہے۔ محترمہ وزیر اعظم صاحبہ۔ بیگم جناب فخرالدین علی احمد صاحب مرحوم اور پریس کو نقول بھجوا دی جائیں۔

درخواست دعا

برادرم مکرم مولوی محمد عمر صاحب (تیماپوری) مبلغ ہبلی نے ماہ جون ۱۹۷۶ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان دیا تھا۔ اس امتحان میں یونیورسٹی نے انہیں ایک پرچے میں فیل قرار دیا تھا۔ لیکن موصوف نے اپنے حل شدہ پرچے پر وثوق کی بناء پر یونیورسٹی میں درخواست دیکر اس پرچے کو دوبارہ چیک کروایا۔ چنانچہ دوسری مرتبہ چیکنگ کے بعد یونیورسٹی نے آپ کو مولوی فاضل کے امتحان میں کامیاب قرار دیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل اور احباب جماعت کی دعاؤں سے سیکنڈ ڈویژن حاصل کی ہے۔ الحمد للہ۔

موصوف نے اس خوشی کے موقع پر ۱۰/ روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ اور اراکین بدر اور جملہ احباب جماعت سے درخواست کی ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو ہر جہت سے مبارک کرے اور علمی میدان میں کامیاب فرمائے اور مقبول خدمات دینیہ کی توفیق ملتی رہے۔ خاکسار : عنایت اللہ بھدرواہی۔ قادیان۔

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ مدراس بطور انسپکٹر بیت المال

جماعت ہائے احمدیہ مدراس، کیرالہ اور کرناٹک

جملہ جماعتہائے احمدیہ تامل ناڈو، کیرالہ اور کرناٹک اسٹیٹ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ مدراس، بطور انسپکٹر بیت المال مؤرخہ ۱۱ ۲/۷۷ سے مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات لازمی و دیگر کے سلسلہ میں دورہ فرما رہے ہیں۔ لہٰذا جملہ عہدیداران جماعت و مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ وہ انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ کما حقہٗ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
میلاپالئم	۱۱ ۲/۷۷	۲	۱۳ ۲/۷۷	کالی کٹ	۷ ۳/۷۷	۳	۱۰ ۳/۷۷
سانان کلم	۱۳	۱	۱۴	کوڈ یتھور	۱۰	۱	۱۱
کوٹار	۱۴	۱	۱۵	کالی کٹ	۱۱	۱	۱۲
تروندڑم	۱۵	۱	۱۶	ٹیلیچری	۱۲	۱	۱۳
کو ئلون	۱۶	۱	۱۷	کنانور کنڈلائی	۱۳	۳	۱۶
کروناگاپلی	۱۷	۳	۲۱	کوڈائی	۱۶	۱	۱۷
آدی ناڈ	۲۱	۱	۲۲	پینگاڈی	۱۷	۳	۲۰
آلہ پی	۲۳	۱	۲۴	موگرال منجیشور	۲۰	۲	۲۲
ابرابرم	۲۵	۱	۲۶	اتال۔ مینگلور	۲۲	۱	۲۳
جیلاکرہ	۲۶	۱	۲۷	مرکرہ۔ کوبیر ناڈ	۲۳	۲	۲۵
منارگھاٹ	۲۸	۱	۱ ۳/۷۷	شموگہ	۲۵	۲	۲۷
آلانلور۔ مریکنی	۳ ۳/۷۷	۲	۵	سوروب	۲۷	۱	۲۸
کرولائی	۵	۱	۶	ساگرہ	۲۸	۱	۲۹
پتنیہ پریم	۶	۱	۷	بنگلور	۲۹	۳	۲ ۴/۷۷
				مدراس	۲ ۴/۷۷	-	-

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد فاروق صاحب انسپکٹر بیت المال آمد

جماعت ہائے احمدیہ مہاراشٹر، کرناٹک اور آندھرا

جملہ جماعت ہائے احمدیہ مہاراشٹر، کرناٹک اور آندھرا کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد فاروق صاحب انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق مؤرخہ ۲۳ ۲/۷۷ سے وصولی چندہ جات، لازمی و دیگر کے سلسلہ میں دورہ فرما رہے ہیں۔ لہٰذا عہدیداران جماعت و مبلغین کرام سے امید کی جاتی ہے کہ وہ انسپکٹر صاحب موصوف سے پورا پورا تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ ناظر بیت المال آمد قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
قادیان	-	-	۲۳ ۲/۷۷	قادیان	۲۹ ۳/۷۷	-	-
بمبئی	۲۵ ۲/۷۷	۳	۲۸				
بلگام ولونڈا	۱ ۳/۷۷	۱	۲ ۳/۷۷				
نندگڑھ	۲	۱	۳				
ہبلی	۴	۲	۶				
دیودرگ	۶	۱	۷				
تیماپور	۷	۱	۸				
یادگیر	۸	۳	۱۱				
اڈیکور	۱۱	۱	۱۲				
چنتہ کنٹہ۔ وڈمان	۱۲	۳	۱۶				
محبوب نگر	۱۶	۱	۱۷				
جڈچرلہ	۱۷	۱	۱۸				
شادنگر	۱۸	۱	۱۹				
حیدرآباد و سکندرآباد	۱۹	۴	۲۳				
چندہ پور و کامریڈی	۲۴	۱	۲۵				
حیدرآباد	۲۵	۱	۲۶				